Submission of E-contents

1. Name: DR. MD. ZEYAUR RAHMAN,

2. Designation: Associate professor,

3. Department/College: URDU/ S.Sinha College, Aurangabad

4. Subject: URDU

5. Course Type : (UG/PG/UG Vocational Courses/PG Vocational Courses/Medical/Para-Medical/LAw/Technical/ Educational/ Diploma) write anyone : P.G

6. Course (B.A/B.Sc/B.Com/M.A./M.Sc/M.Com) write anyone :
   M.A. 4th Sem, Paper- 14

7. Title/Heading of e-content : IQBAL KE KALAM ME RAMOOZ WA ALAYEM

8. Image to be displayed with e-content (1125x750 in jpg or png only): drive link

9. PDF of e-content (in . pdf and < 10Mb) : drive link

10. URL from YouTube Video of e-content:

11. Whatsapp Number * 9431632576

NOTE: In Sr.No.9 &10, One must be filled.

Fill and send to munodalgaya@gmail.com

05-9-2020

اقبال کے کلام میں رموز و علائم

M.A. 4th Sem, Paper - 14

رموز و علائم کو شاعری میں ہمیشہ بنیادی حیثیت رہی ہے - فلسفیانہ شاعری میں ان کی اہمیت اور بھی زیادہ ہے - علامت، استعارہ، کنایہ اور قصہ و حکایت کا سہارا لے کر شاعر کم سے کم لفظوں میں اپنی بات اپنے مخاطب تک پہنچا سکتا ہے - ہر زبان کے شعر و ادب میں ایسے رموز و علائم موجود ہوتے ہیں جو کہنے والے اور سننے والے کے درمیان رابطے کی مختصر زبان کی حیثیت رکھتے ہیں - اس طرح لفظوں کی کفایت بھی ہوتی ہے اور بات میں حسن بھی پیدا ہوتا ہے - عربوں میں ایک مقولہ رائج تھا کہ بہترین بات وہ ہے جو کنایہ میں کہی جائے - اقبال کہتے ہیں :

فلسفہ و شعر کی اور حقیقت ہے کیا
حرفِ تمنا جسے کہہ نہ سکیں رو برو

ہر بڑا شاعر رموز و علائم کے ذخیرے میں دو طرح سے اضافہ کرتا ہے - پہلی صورت تو یہ ہو سکتی ہے کہ وہ پرانے رموز و علائم کے مفاہیم کو وسعت دے یا انہیں نئی معنویت عطا کرے - دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے خیال و تجربے کے ابلاغ کے لیے نئے رموز و علائم وضع کرے - اقبال اپنی شاعری میں ان دونوں صورتوں سے کام لیتے ہیں لیکن ان کی پوری کوشش یہ ہوتی ہے کہ یہ فنی تدبیر ابہام پیدا نہ کرے بلکہ اختصار کے ساتھ ساتھ توضیح و تشریح کی صورت پیدا ہو - شاعری میں علامت نگاری کا استعمال روز بروز بڑھتا جاتا ہے لیکن اس کے لیے بڑا سلیقہ چاہیے - مغرب خصوصاً جرمنی میں اسے بڑا عروج حاصل ہوا - مگر وہاں اس سے صراحت کے بجائے ابہام پیدا کرنے کا کام لیا گیا - ملارمے اور رامبو کی علامتیں معنی سے بیگانہ ہو گئیں اور سی - ڈی لیوس کے بقول علامت کے اس استعمال نے ایک خفیہ زبان کو جنم دیا

علامت اگر نا قابلِ فہم ذاتی مفاہیم تک محدود ہو کر رہ جائے تو اس کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ اقبال کی علامتوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ مروج علامتیں مثلاً گل و بلبل، شمع و پروانہ، مے و ساقی، کعبہ و دیر۔ وہ علامتیں ہیں جو پہلے سے رائج تھیں مگر اقبال نے انہیں نئے معانی و مطالب عطا کیے جیسے شہباز، شاہین، ناقہ و حدی۔ تیسری وہ علامتیں جو اقبال کی اپنی وضع کردہ ہیں مثال کے طور پر ستارے اور جگنو۔ یہاں صرف اسی تیسری قسم کی علامتوں کے بارے میں عرض کیا جاتا ہے۔

ستارے کی علامت سے اقبال نے مختلف مفاہیم ادا کیے ہیں۔ مثلاً اس کی پاکی و درخشانی پیروی کے لائق ہے۔ اس کی یہ خصوصیت سبق آموز ہے کہ وہ اپنی دنیا کو روشن خود ہی روشن کرتا ہے۔ ستارہ کہتا ہے:

مجھے ڈرا نہیں سکتی فضا کی تاریکی ○ مری سرشت میں ہے پاکی و درخشانی
تو اے مسافرِ شب! خود چراغ بن اپنا ○ کر اپنی رات کو داغِ جگر سے نورانی

ستاروں کی زندگی کا راز ان کی گردشِ مسلسل میں پوشیدہ ہے اور سکون موت کی نشانی ہے۔ ستارے شکایت کرتے ہیں کہ وہ برابر سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں۔ انہیں کبھی دو گھڑی کے لیے آرام نہیں ملتا:

کام اپنا صبح و شام چلنا ○ چلنا چلنا مدام چلنا

اسی طرح جگنو کی علامت کے وسیلے سے اقبال نے مختلف رازوں کے چہروں سے نقاب اٹھائی ہے۔ پروانے کے دل میں عشق کی آگ دہکتی ہے۔ آگ جگنو کے پاس بھی ہے لیکن تپش سے محروم:

کس آتشِ بے سوز پہ مغرور ہے جگنو

لیکن دوسری بات یہ ہے کہ ایک روشنی کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے اور دوسرا خود سراپا روشنی ہے۔ غرض اقبال نے اپنی شاعری میں رموز و علائم کا بہتر استعمال کیا اور اس کے ذریعے اپنے کلام کو دل نشین اور پُر اثر بنایا۔

o

DR. MD. ZEYAUR RAHMAN,
Associate Professor,
Deptt. of Urdu, S. Sinha college, Aurangabad
Course: M.A. 4th sem Paper – 14
Title/Heading of E-content: IQBAL KE KALAM ME RAMOOZ WA ALA
What app No. 9431632576